www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عِشق اور ذات

از ثناء بانو

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

روشنیوں کے شہر میں صبح کے آغاز کے ساتھ ہی ہر طرف زندگی رواں دواں تھی۔ چرند پرند سب ہی زندگی کی روانگی میں مست تھے، لیکن ایک اس کا دل ہی وراں تھا۔ جو بس اُسی گلی میں، اُسی کونے میں دھڑکتا تھا۔ وہ معمول کی طرح دھیمے قدم اٹھاتا اس گلی میں داخل ہوا اور گلی کے آخر میں دکان کے سامنے لگی بینچ پر خاموشی سے بیٹھے سامنے والے گھر کو تکنے لگا۔ جبکہ دکان میں لگے ریڈیو پر مدھم سروں میں نصرت فتح علی خان کی آواز گھونج رہی تھی۔

سانوں روگ لان والیا

سانوں روگ لان والیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے کیا دیکھ رہا ہے مجنو؟" دکاندار نے اس کی آمد پر نوٹس لیتے اسے مخاطب کیا۔ جو ٹکٹکی باندھے سامنے کالے دروازے کو دیکھ رہا تھا جیسے ایک پل کو وہ پلک جھپکے گا تو شاید وہ اسے دیکھنے کا لمحہ ضائع کر دے گا۔ وہ لمحہ ہی اس کے جینے کا سہارا تھا۔

"اوئے مجنو کی اولاد۔ تم سے پوچھ رہا ہوں کچھ۔" اب کی بار دکاندار نے باقاعدہ اس کا

کندھا ہلاتے استفسار کیا۔

"راشد بھائی ابھی کچھ نا بولو۔ تم سے بات کروں گا لیکن آٹھ بجے کے بعد۔" اس نے چونکتے ہوئے بغیر نظروں کا زاویہ بدلے جواب دیا۔

"ہاں آٹھ بجے بات کرے گا پتہ ہے سارا مجھے۔ جب تیری محبوبہ آٹھ بجے کی بس سے کالج جائے گی اور تُو اسے تارتا رہے گا جب تک وہ کالج نا پہنچ جائے۔"

جب پتہ ہے تو پوچھتا کیوں ہے؟ چپ کر کے بیٹھا رہ۔" اس نے دوبدو جواب دیا۔ نظریں ہنوز دروازے پر ٹکی تھیں۔

"کیوں سراب کے پیچھے بھاگتا ہے؟ وہ تجھے نہیں ملنے والی۔" راشد نے اُسے افسوس بھری نظروں سے دیکھا۔ لیکن اسے راشد کی بات سخت ناگزیر گزری تھی اسی لیے اگلے ہی لمحے عماد نے اس کا گریبان اپنی دونوں مٹھیوں میں جھپٹ لیا تھا۔

"اوئے یار گریبان تو چھوڑ میرا۔ میں نے کب کہا ہے کہ وہ میری ہے میرا نام جڑا ہے اس سے؟ جو تو میرے گلے کو آن پہنچا ہے۔" راشد کی بات پر اس نے ایک زوردار مکا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے منہ پر رسید کیا جس پر وہ لڑکھڑا گیا۔

"آئندہ غلطی سے بھی اس کا نام اپنے نام سے مت جوڑنا۔ یہ مکا اسی کے لیے تھا۔"

"میں اس لیے کہہ رہا تھا کہ اس کے گھر والے کبھی تم سے رشتہ نہیں ہونے دیں گے۔ تم دونوں کی ذات میں زمین آسمان کا فرق سمجھتے ہیں وہ لوگ۔ تیرے پاس پیسہ ہے لیکن ان کے پاس پیسہ اور ذات ہے جو تو پیسوں سے خرید نہیں سکتا۔ وہ تیری کبھی بھی نہیں ہو سکتی ہے۔" راشد نے خود کو سنبھالتے حقیقت سے آگاہ کرنا چاہا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نہیں مانتا اس ذات کو۔ مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ محبت کرتا ہوں میں اس سے۔ میری ہر سانس اس کے نام سے نکلتی ہے۔ میرا دل اس کے نام پر دھڑکتا ہے۔ جب میں اسے نہ دیکھوں تو میرا چین، میرا قرار سب غارت ہو جاتا ہے۔" بات کے دوران کی آنکھیں جیسے ضبط سے سرخ انگارہ ہو چکی تھی۔ راشد تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھتا دوبارہ دکان کے اندر چلا گیا۔ اور وہ بغیر نوٹس لیے پھر سے دروازے پر نظریں ٹکائے بینچ کے پیچھے لگی دیوار پر سر ٹکا گیا۔ نصرت فتح علی خان کی آواز ابھی بھی فضا میں سُر بکھیر رہی تھی۔

"سانوں روگ لان والیا

آنکھ لائی میں جدوں دی تیرے نال۔

آنکھ لاوں آنکھ نہ لگے

میری کھل گئی پٹک آنکھ

گلی دے وچوں کون لنگیاں

گلی دے وچوں کون لنگیاں"

چند منٹ ہی گزرے تھے جب اس دروازے کے کھولنے کی آواز آئی اور وہ بے اختیار سیدھا ہو بیٹھا۔ جب سامنے سے وہ لائٹ پنک کلر کی شلوار قمیض، پہنے کندھوں پر کالی چادر اچھے سے اوڑھے نمودار ہوئی، وہ نظریں جھکائے اپنے راستے پر چلنے لگی۔ لیکن دوسری طرف اس کی بے قرار نگاہوں کو جیسے چین مل گیا تھا۔ اس کے دل کو قرار مل گیا تھا۔ وہ بھی دھیمے سے اٹھتا اپنی ہیوی بائیک پر سوار کافی فاصلے پر اس کے پیچھے چلنے لگا۔ کہ کوئی بھی اس کی حرکت کو دیکھ نا سکے۔ وہ صرف اس سے محبت نہیں کرتا تھا اس کی عزت کا خیال رکھتا تھا۔ وہ کسی کو اُس پر انگلی اٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

راشد نے دور سے سے دیکھا۔ وہ جانتا تھا جب تک وہ اسے کالج نا چھوڑ آئے اور واپس اسے دوبارہ گھر نا لے آئے، وہ واپس نہیں آئے گا۔

"پیسہ بھی بڑی کتی چیز ہے۔ یہ دکان اسی نے بنوا کر نہ دی ہوتی تو دو جوتے لگا کر نکال باہر کرتا اپنی دکان سے۔" وہ منہ میں بڑبڑاتا دوبارہ اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

★★★★★★

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ماں جلدی سے کھانا دے دیں بہت بھوک لگی ہے۔" کالج سے واپسی پر گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے رضیہ بیگم کو مخاطب کیا۔ جو صحن میں بچھے تخت پر تکیے سے ٹیک لگائے ٹھاٹھ سے بیٹھی تھیں۔

"جلدی سے کپڑے بدل لے تب تک میں کھانا لگاتی ہوں۔" وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں جبکہ وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔ تبھی محلے کی ایک خاتون گھر میں داخل ہوئی۔

"بتاؤ بشیراں کیسے آنا ہوا؟" رضیہ بیگم نے اسے دیکھتے پوچھا۔

"کچھ نہیں جی آپ سے ملے اتنے دن ہو گے تھے اسی لیے ملنے آگئی ہوں۔"اس نے ان کے پاس آتے وضاحت دی۔

"چلو تم بیٹھو میں آتی ہوں۔مہرین کالج سے ابھی آئی ہے اس کے لیے کھانا نکال دوں۔"

"نہ چوہدرانی جی جب تک ہم ہیں آپ کیوں لگائیں گی کھانا؟ بھلے ہی چوہدری صاحب اس دنیا سے چلے گئے ہیں لیکن اب بھی آپ ہماری چوہدرانی ہی ہیں۔"وہ عقیدت سے کہتے کیچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ رضیہ بیگم دوبارہ تخت پر بیٹھ گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب سے شہباز صاحب کا انتقال ہوا تھا محلے میں ان کی اہمیت کم پڑ گئی تھی۔لیکن رضیہ بیگم کا ٹھاٹھ کسی طور کم نا تھا۔ابھی بھی بہت سارے گھر تھے جو ان کو عقیدت دیتے تھے۔جو ان کی ٹھاٹھ کو برقرار رکھے ہوئے تھی۔زمین بیٹے کے نام تھی جو سارا کچھ بیچ کر ماں اور بہن کو چھوڑ کر شہر کا ہو کر رہ گیا۔ایک یہ گھر ہی تھا جو مہرین کے نام تھا۔جس میں ابھی وہ رہ رہے تھے۔اور کچھ پلازہ ان کے نام تھا جس کو کرائے پر دے کر اخراجات پورے کیئے جا رہے تھے۔اس کے علاوہ شہباز صاحب کا بہت کچھ چھوڑا

رضیہ بیگم کے نام تھا۔ لیکن اب ملازموں کی تعداد وہ نا تھی جو شہباز صاحب کی زندگی میں ہوا کرتی تھی۔

"کیا بات ہے ماں؟ کھانا نہیں بنا آج؟" وہ فریش ہو کر باہر آئی تو رضیہ بیگم کو ویسے ہی تخت پر بیٹھے پایا۔ وہ ماں کے بنے ہاتھ کا ہی کھاتی تھی۔ جب سے بوا چار دن کی چھٹی پر تھیں کھانا رضیہ بیگم ہی بنواتی تھی۔

بشیراں آئی ہے۔ وہی بنا رہی ہے۔" اتنی دیر میں بشیراں کھانا لگا کر آ گئی۔ اور وہ خاموشی سے کھانا کھانے چل دی۔ اب یہ معمول بنتا جا رہا تھا کہ رضیہ بیگم خود بنانے کی بجائے دوسروں سے کھانا بنوانے لگئی تھیں۔

کھالیا کھانا؟" وہ کھانے کے برتن سمیٹ رہی تھی جب رضیہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔

"جی" اس نے مختصر اکہا۔

"پہلے کھالیا تھا تو آواز لگا دیتی بشیراں برتن اٹھا لیتی۔ بلکہ وہ دھو کر بھی رکھ جاتی۔"

انہوں نے مہرین کو برتن اٹھاتے دیکھ کر کہا۔ جس پر وہ ایک پل کو رک گئی۔

"وہ کیوں اٹھاتی؟ ہم اپنا کام کر سکتے ہیں۔اور نوراں کونسا ہمیشہ کی چھٹی پر گئی ہے۔"

اس نے اپنے لہجے کو حتہ المکاں نارمل ہی رکھا۔

"اٹھاتی کیوں نا؟ بھلے ہی شہبار زندہ نہیں ہے لیکن یہ نیچ ذات آج بھی ہمارے آگے پیچھے منڈلاتی ہے۔"ان کے لہجے کی اکڑ مہرین کو ذرہ نہ بھائی لیکن اب وہ ماں سے کیا بحث کرتی؟ جس کا نتیجہ کبھی بھی نہیں نکلا تھا۔اسی لیے خاموشی سے اپنا کام کرنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★★★

"اس وقت تم کیا کر رہی ہو گی؟"

"کیا تم میری محبت کو جانتی ہو؟"

"نہیں تمہیں تو شاید میرا علم بھی نہیں کہ کوئی تم سے کتنی محبت کرتا ہے، جو تمہیں دیکھنے کو سارا دن خوار ہوتا ہے۔ صرف اس لیے کہ تم میری نظروں میں رہو۔ تم

سامنے رہتی ہو تو دل کو قرار رہتا ہے۔" وہ موبائل کی اسکرین پر جگمگاتی تصویر سے مخاطب بیڈ پر نیم دراز تھا۔

میرے دل، میری روح پر تم بستی ہو۔ جانے وہ دن کب آئے گا جب تم میرے سامنے ہو گی۔ مجھ سے مخاطب ہو گی اور میں بس تمہیں دیکھتا رہوں گا۔ خود کو قرار دیتا رہوں گا۔"

وہ کب تک اس سے مخاطب باتیں کر رہا تھا اسے معلوم نہ تھا۔ جب شائشتہ خاتون کمرے میں داخل ہوئیں۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور آہستگی سے موبائل سائڈ پر رکھ دیا۔ اس کی یہ حرکت شائستہ بیگم کی نظروں سے مخفی نہ رہ سکی اور وہ دھیرے سے مسکرا دیں۔

مجھ سے چھپاؤ گے ؟"

"کیا چھپاؤں گا ؟" انجان پن کا مظاہرہ کیا گیا۔

"کون ہے وہ ؟ اور کب تک ایسے ہی اس کی تصویر سے باتیں کرتے رہو گے ؟" انہوں

نے اس کے بیڈ پر ٹکتے محبت سے اُسے دیکھا۔

"ماما آپ سے ایک بات پوچھوں؟" اس کے الٹا سوال کر دینے پر شائستہ خاتون نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"بتائیں نا۔ پوچھوں؟" اس نے اپنی بات پر زور دیتے اجازت طلب کرنی چاہی۔ جس پر انہوں نے سر کو خم دیتے گویا پوچھنے کی اجازت دے دی۔

"کیا ایک ماں کے لیے ذات اہم ہے یا بچوں کی خوشیاں؟ جس میں اسے لگے کہ اس کے بچے کے لیے یہ بہتر ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بچے کی خوشیاں۔ ایک ماں کے لیے اس کے بچوں کی خوشی سے بھر کر کچھ نہیں ہوتا۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" بات کے اختتام پر انہوں نے الٹا سوال کر دیا۔

ماما جس سے میں محبت کرتا ہوں وہ ہماری ذات کی نہیں ہے۔" بلآخر اس نے بات کا آغاز کیا۔

"مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا بیٹا۔ بس اگر وہ تمہاری خوشی ہے تو ہمیں منظور ہے۔ کیونکہ یہ زندگی تم نے گزارنی ہے۔" انہوں نے محبت سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ جس سے ایک سکون اس کے رگ وپے میں سرائیت کر گیا۔

"ماما آپ کو بہت پسند آئے گی۔ بہت خوبصورت اور بہت اچھی ہے وہ۔" اس کے ذکر پر عماد کی آنکھوں میں چمک در آئی۔

"اب بتاؤ بھی کون ہے وہ؟"

"ماما چوہدری شہباز کی بیٹی۔۔۔ مہرین شہباز۔" عماد کے الفاظ ایک پل کو شائستہ خاتون کو چپ کروا گئے۔ جس کو عماد نے بھی نوٹ کیا تھا۔

"رضیہ کبھی نہیں مانے گی۔ وہ اپنی ذات سے باہر کبھی نہیں شادی کرے گی۔" انہوں نے اپنے بیٹے کو کسی دھوکے میں رکھنا ضروری نا جانا۔

"لیکن کیوں؟"

"وہ کبھی بھی اپنی بیٹی کی شادی ذات سے باہر نہیں کرے گی۔"

"میں نہیں مانتا ذات پات کو۔ یہ بس دنیا کی رسمیں ہیں۔"

لیکن رضیہ مانتی ہے۔" انہوں نے اپنے لفظوں پر زور دیا۔

"آپ رشتہ تو لے کر جائیں وہ مان جائیں گی۔" عماد کی بات پر انہوں نے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں ناچتی آس کو دیکھا۔

ٹھیک ہے میں چلی جاؤں گی۔" انہوں نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی۔

"او تھینکنیو سوچ ماما۔۔!" اس نے خوشی سے شائستہ خاتون کو گلے لگالیا۔

"یہ کہاں دل لگا بیٹھے ہو؟ جہاں محض سراب تھا۔ رضیہ کے لیے اس کی ذات ہی اہم ہے خوشیاں نہیں۔" وہ محض سوچ ہی سکیں بیٹے کی آس کیسے توڑ دیتی؟ اسی لیے خاموش رہیں۔

★★★★★

معمول کی طرح آج بھی وہ وقت سے پہلے راشد کی دکان پر موجود تھا۔ لیکن کافی وقت

گزرنے کے باوجود مہرین نا آئی، جو اس کی پریشانی اور اضطراب کو بڑھا رہی تھی۔ جب آدھا گھنٹہ مزید گزر گیا تو وہ بے چینی سے بینچ سے اٹھتا چکر کاٹنے لگا۔ مہرین کالج سے کبھی چھٹی نہیں کرتی تھی اور نا ہی کبھی لیٹ ہوتی تھی۔ ہمیشہ وقت پر گھر سے نکلتی تھی لیکن آج وہ ابھی تک گھر سے نہیں نکلی تھی۔

"جانے کیا بات ہے۔؟ کہیں کالج سے چھٹی تو نہیں کرنی ہے؟"

"لیکن پہلے تو کبھی نہیں کی چھٹی۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی اور وہ دائیں، بائیں ٹہلتا اس کے گھر کی طرف بار بار نظریں گھماتا لیکن بے سود۔

مزید آدھا گھنٹہ ٹہلتے گزر گیا۔ بلآخر اس کے اضطراب میں اٹھتے قدم ڈھیلے پڑ گئے۔ بے چین دل کو قرار مل گیا۔ جب وہ اپنے مخصوص لباس میں گھر سے نمودار ہوئی۔ وہ دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی اور وہ اجنبیت کا لبادہ اوڑھے منہ موڑ کر دکان کا جائزہ لینے لگا کیونکہ راشد کچھ کام کے سلسلے میں گیا تھا۔ اس کے دھیمے دھیمے قدم اس کے

قریب آنے لگے۔جو عماد کو حیرت میں مبتلا کر گئے۔لیکن پھر یہ قدم روک گئے اور ایک پل کو عماد کا دل بھی وہیں تھم گیا۔عماد اپنے پیچھے اس کی موجودگی کا احساس کرتے اپنی جگہ ساکت رہ گیا۔دل کی دھڑکن مزید تیز ہو گئی۔

مت کرو خود کو ہلکان۔میں ایک سیراب ہوں میرے پیچھے نا بھاگو۔جو تم چاہتے ہو وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔"مہرین کی آواز اسے منجمد کر گئی۔اسے کچھ سمجھ نہیں تھی کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔وہ بس اسی میں محو تھا کہ مہرین اس سے مخاطب تھی۔چار سال کے عرصے میں آج پہلی بار اس نے عماد کو مخاطب کیا تھا۔

یہ راستہ کانٹوں کا ہے۔"

"جس راستے کی منزل تم ہو وہ راستہ چاہیے کانٹوں کا ہو یا آگ کا میں چلنے کے لیے تیار ہوں۔"مہرین جو اس کی خاموشی پر سمجھ رہی تھی کہ وہ اس کی بات پر غور کرے گا لیکن غیر متوقع جملہ سن کر کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی۔

کچھ منزلیں قسمت میں نہیں ہوتیں۔"

"اگر منزل ہمارا ہاتھ تھام لے تو قسمت بھی مات کھا لیتی ہے۔"اس نے دوبدو جواب دیا جیسے اس کے پاس ہر سوال کا جواب تھا۔اس کا اشارہ سمجھتے اس نے اپنے لب بھینچ لیئے۔

ایسا نا ممکن ہے۔"وہ ایک نظر اس پر ڈالے آگے کی طرف بڑھ گئی۔

"میں ماما سے بات کی ہے وہ رشتہ بھیجیں گی۔"اس نے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے کہا۔لیکن دوسری طرف اس کے قدم ساکت ہو گئے۔

"جو تم چاہتے ہو وہ کبھی نہیں ہو سکتا۔اور میں بھی ایسا نہیں چاہتی۔"اس نے بغیر عماد کی طرف دیکھے کہا۔

اگر ایسا ہے تو کیوں تمہاری آنکھوں وہ بیاں نہیں کرتیں جو لفظ تمہاری زبان ادا کر رہی ہے؟"

"میرا کام تمہیں آگاہ کرنا تھا۔ورنہ مجھے تم سے کوئی غرض نہیں ہے۔"مہرین نے

آگے بڑھنا چاہا جب وہ ایک بار پھر بول اٹھا۔

"ایک اور جھوٹ! تمہیں بھی مجھ سے غرض ہے۔ ورنہ جیسے پچھلے چار سال سے تم خاموش تھی ابھی بھی خاموشی کا دامن پکڑے رکھتی یا اپنی ماں کو کہہ کر مجھے بے عزت کروا کر محلے سے نکلوا چکی ہوتی۔" ایک پل کو مہرین کو چپ لگ گئی۔ کیسے وہ پل میں جان گیا تھا۔ "لیکن نہیں یہ ممکن نہیں ہے جو عماد چاہتا ہے۔" وہ اپنی سوچ کو جھٹکے تیز قدموں سے چلتی بس پر سوار ہو گئی تو وہ بھی فٹ سے اپنی ہیوی بائیک لیئے اس کے پیچھے چل پڑا۔ کہ یہی اس کا معمول تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★

"اتنے سال سے میں نے کبھی تمہاری حوصلہ افزائی نہیں کی تھی کہ کہیں تم کوئی امید نا لگا بیٹھو۔"

"لیکن تمہارے جذبے، تمہاری آنکھوں میں بستی میرے لیے محبت کیوں بڑھتی جا

رہی ہے؟"

"میں تمہاری زندگی کا حصہ بنوں ایسا کیسے ممکن ہے؟ ہمارے درمیان ذات آڑے آ رہی ہے۔ ذات پر انسانوں کو قربان تو کیا جا سکتا ہے لیکن محبت کو پروان نہیں چڑھایا جاتا۔ جانے کیوں تم سب کچھ جان کر بھی آنکھیں موندھے میرے پیچھے بھاگ رہے ہو؟"

تمہاری یہ محبت مجھ سے مخفی نہیں ہے۔ تمہاری یہ خاموشی میں بہتی عقیدت بھری محبت نے ہی تو مجھے تمہارا اسیر کیا ہے۔ تم نے ہی تو مجھے محبت کرنا سیکھایا ہے۔ ایسی محبت جو بظاہر تو پر سکون ہے لیکن اندر ایک طوفان برپا گئے ہوئے ہے۔"

"تمہاری آنکھوں میں بہتے محبت کے سمندر کو میں دیکھ سکتی ہوں لیکن مجھے اپنے اندر کی گہرائی میں تمہاری محبت کو جو نکلنا ہے۔ ورنہ تمہاری یہ محبت کا سمندر ایک طوفان برپا کر دے گا، جو سب کچھ بہا کر لے جائے گا۔"

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی نیچے گلی میں نظریں جھکائے سوچ رہی تھی۔ بلاشبہ اس کی نظروں کا زاویہ سامنے دکان کے بینچ پر بیٹھے عماد پر تھا۔اس کھڑکی سے باہر دیکھا جا سکتا تھا لیکن باہر سے اندر کی طرف دیکھ کر کسی کی موجودگی کا ادراک کرنا ناممکن تھا۔

آج میں نے تمہیں چار سالوں میں پہلی بار مخاطب کیا تھا۔کہ شاید تم پلٹ جاؤ۔ لیکن میں غلط کر بیٹھی ہوں۔میں بھول گئی تھی کہ محبت کے صحرا میں اپنی جان کا نظرانہ تو پیش کیا جا سکتا ہے لیکن پلٹا نہیں جا سکتا۔پھر بھی میں چاہتی ہوں تم پلٹ جاؤ۔ورنہ مجھ میں بغاوت کرنے کی ہمت نہیں ہے۔نا میں اپنی ماں سے بغاوت کر پاؤں گی نا تمہاری محبت سے مکر پاؤں گی۔ تمہاری محبت ایک آزمائش ہے جس میں ایک کو ہار دوں گی ایک کو پالوں گی۔"اس نے کھڑکی سے سر ٹکائے کرب سے آنکھیں موند لیں۔

★★★★★

"بوا جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ۔ سب کچھ تیار کرنا ہے۔" جب وہ گھر میں داخل ہوئی تو رضیہ بیگم کو ملازموں کے سر چڑھے پایا۔ جو جانے کیا کیا ہدایت نفاذ کر رہی تھیں۔

"کیا بات ہے ماں؟ کوئی آ رہا ہے؟" وہ حیرت سے چلتی رضیہ بیگم کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"ہاں۔۔! اور تمہیں کتنی بار کہا ہے بسوں کے دھکے نا کھایا کر۔ کیا اچھا لگتا ہے چوہدریوں کی بیٹی بسوں میں خوار ہوتی پھرے؟ لیکن تمہیں پتہ نہیں کیا شوق چڑھا ہے۔" انہوں نے اسے دیکھتے اچھا خاصا جھڑک دیا۔ جس پر وہ خاموشی سے سر جھکائے کھڑی رہی۔ کیسے ان کو بتاتی کہ وہ ایسے ہی وہ ان متلاشی بے قرار نظروں کو قرار دے پاتی تھی۔ یہی ایک کام تو وہ کر سکتی تھی۔

اچھا اب جلدی سے تیار ہو جا۔ چوہدری افتخار اپنے اکلوتے بیٹے کا رشتہ تیرے لیے لے کر آ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے منگنی کی رسم آج ہی کر جائیں۔" رضیہ بیگم نے بشاش انداز میں اپنی بات مکمل کی جبکہ دوسری طرف وہ منجمد ہو گئی۔

"کیا یہ رشتہ ایک طوفان پر پا کرئے گا یا یہ خاموشی سے تھم جائے گا؟ اگر عماد کو پتہ چلا تو اس کا کیا ری۔ایکشن ہو گا؟"اس کے ذہین میں سوالات کی پوچھاڑ ہونے لگی جس کو رضیہ بیگم کی آواز نے توڑا۔

جلدی جا۔دیر کیوں کر رہی ہے؟وہ کسی بھی وقت آتے ہونگے۔"ان کے پھر سے جھڑکنے پر وہ اپنے بھاری قدم اٹھاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔پیچھے رضیہ بیگم پھر سے ملازموں کے سر ہولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★★★

"آپ کہیں جا رہی ہیں؟"جب وہ گھر میں داخل ہوا تو سامنے شائستہ خاتون اور اپنے باپ شیراز کو تیار دیکھ کر حیرت سے استفسار کیا۔

"بلکل۔۔!بلکہ ہم ہی کیوں تم بھی ہمارے ساتھ چل رہے ہو۔"شیراز صاحب کی

بات پر ان نے الجھی نظروں سے پہلے شیر از صاحب کو اور پھر شائستہ خاتون کو دیکھا۔ جو اس کی طرف دیکھتے مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"لیکن کہاں پاپا؟"

جس گلی ہمارا بیٹا روز جاتا ہے۔ سوچا آج ہم بھی اس گلی کا چکر لگا ہی آئیں۔" انھوں نے آنکھوں میں شرارت سموئے نظریں اس پر گھاڑ دیں۔ باپ کی بات پر اس نے حیرت سے بے اختیار ان کی طرف دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو بیٹا؟" وہ بیٹے کی حیرت کو سمجھتے مسکرا اٹھے۔

"تھینکنیو سو مچ پاپا۔" وہ اپنی آواز کی لڑکھڑاہٹ کو قابو نا رکھ پایا اور سیدھا شیر از صاحب کے گلے لگ گیا۔ خوشی اس کے رگ و پے میں سرائیت کر گئی۔

"اچھا اچھا۔ اب دیر نہیں کرو جلدی سے تیار ہو جاؤ۔" انھوں نے محبت سے اسے الگ کرتے کہا۔ اور وہ فٹ سے سر ہلاتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

جاؤ بیگم اس کی کپڑے چوز کرنے میں مدد کرو۔ ورنہ ہمارا صاحبزارہ گھنٹے لگا دے گا آج

سب سے اچھا لگنے کے چکر میں۔" شیراز صاحب کی بات پر شائستہ خاتون سر ہلاتے ہنستی ہوئی چلی گئیں۔

وہ خوش تھے کہ اپنے بیٹے کی خوشی کو پورا کرنے جا رہے تھے۔ لیکن ایک ڈر بھی تھا کہ اگر واپسی مایوسی کے ساتھ ہوئی تو آگے کیا ہو گا؟ کیا ان کا بیٹا اپنی محبت سے دستبردار ہو جائے گا؟! اگر نہیں تو پھر یہ محبت کیا طوفان اٹھائے گی؟" جانے کتنی دیر وہ انہی سوچوں میں کھڑے تھے جب عماد اور شائستہ بیگم کی آواز ان کو سوچوں کے تسلسل سے باہر لے آئی۔

کیسا لگ رہا ہوں پاپا؟" اس نے ان کے سامنے کھڑے ہوتے خود پر ایک نگاہ ڈالے پوچھا۔

وائٹ شلوار قمیض کے ساتھ بلیک ویسٹ کوٹ میں ملبوس تھا۔ بالوں کو اچھے انداز میں سیٹ کیئے وہ کافی خوبرو لگ رہا تھا۔

"بہت اچھے لگ رہے ہو۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب چلیں دیر ہو رہی ہے۔" شائستہ خاتون نے دونوں کو باری باری دیکھتے وقت کا احساس کروایا۔ جس پر شیراز صاحب بھی آگے بڑھنے لگے۔ لیکن عماد کی بات پر ان کے قدم لمحے بھر کو رک گئے۔

"پاپا وہ لوگ انکار تو نہیں کریں گے نا؟" اس کی آنکھوں میں لمحے بھر پہلے کی چمک کی جگہ اب اداسی اور ڈر در آیا تھا۔

نہیں۔" شیراز صاحب کے کہنے پر وہی چمک دوبارہ نمودار ہو گئی۔ وہ بیٹے کو کوئی امید نہیں دلانا چاہتے تھے لیکن وہ اس کی آنکھوں میں چمک کو بھی مدھم نہیں کرنا چاہتے تھے۔

"اب چلو بھی۔" انہوں نے اسے وہی کھڑے دیکھ کر کہا اور وہ بھی ان کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

"ملنے جو میں آج، تم سے آؤں

میرے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ تھما دینا

دنیا کے رسم و رواج کو بھول کر

آج تم مجھے اظہارِ وفا تھمادینا"

ثناء بانو(s.b)

★★★★★

وہ آئینے کے سامنے کھڑی خود کا جائزہ لے رہی تھی۔یایوں کہنا مناسب ہو گا کہ وہ نظریں آئینے میں موجود اپنے عکس پر گھاڑے کھڑی تھی۔لیکن دماغ کسی اور ہی رو میں بہک رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس سے پہلے کہ یہ دنیا تمہیں مجھ سے جدا کرے میں خود یہ راستہ جدا کر رہی ہوں۔ میری محبتِ تمہیں مشکلات میں گھر دے گی۔"

"ہو گئی تیار؟"رضیہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے اسے دیکھا۔

"جی۔۔!"مہرین نے اپنے خیالوں سے چونکتے مختصراً کہا۔

"یہ لو یہ بھی پہن لو۔" انھوں نے کنگن اس کی طرف بڑھائے۔

"یہ کیوں؟"

"چوہدری شہباز کی بیٹی کی منگنی ہے اور تم نے زیور کے نام پر محض یہ چند آویزے پہنے ہیں۔ کم از کم ہاتھوں میں تو یہ کنگن پہن لو۔" انھوں نے اتراتے ہوئے بیٹی کے ارمان سے انجان کہا۔اور خود ہی اس کا ہاتھ پکڑتے کنگن پہنا دیئے۔

بیگم صاحبہ مہمان آ گئے ہیں۔" ابھی رضیہ بیگم کنگن پہنا کر فارغ ہی ہوئیں تھی جب ملازمہ نے کمرا ناک کرتے اطلاع دی۔وہ مہرین کو ایک بوسہ دیتے ملازمہ کے ساتھ ہی کمرے سے رخصت ہو گئیں۔

"اگر تم میری قسمت میں نہیں تھے تو کیوں میرے اندر تمہارے لیے اٹھتی محبت بڑھتی جارہی ہے؟ کیوں یہ دل چاہتا ہے کہ اس دنیا کی رسم و رواج سے بغاوت کرتے تمہارا ہاتھ تھام لوں۔ لیکن ایسا کرنے سے کیا ہو گا؟ ہر محبت کے انجام کی طرح ہماری محبت بھی دنیا کی رسم و رواج اور ذات کی بینت چڑھ جائے گی۔"

لیکن میں کیسے کسی اور کی ہو جاؤں ؟اپنی روح کو کیسے کسی اور کے نام کر دوں ؟"ضبط کرنے کے باوجود آنسو اس کی آنکھوں سے پھسلتا رخسار بھگو گیا۔اس کی ہمت ٹوٹی جا رہی تھی۔کسی کے دروازہ ناک پر اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کرتے آنے کی اجازت دے دی۔

بیگم صاحب نے آپ کو بلایا ہے۔"ملازمہ کے کہنے پر اس نے سر کو خم دیا اور اس کے ساتھ چل پڑی۔لیکن لاؤنج میں داخل ہوتے اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

"ارے آؤ نامہرین،وہاں رک کیوں گئی ہو؟"رضیہ بیگم کی اس پر نظر پڑی تو اسے مخاطب کیا۔اور وہ آہستگی سے چلتی سامنے رضیہ بیگم کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

یہ میری بیٹی مہرین ہے۔"انہوں نے سامنے ادھیڑ عمر کے آدمی اور عورت کو مخاطب کیا۔

"ماشااللہ بیٹی تو آپ کی بہت پیاری ہے۔ویسے ہمارا بیٹا بھی کسی سے کم نہیں ہے۔"

انھوں نے اکڑاتے ہوئے دوسرے صوفے پر موجود سینتس سالہ گندمی رنگت اور بڑی بڑی مونچھوں کے مالک شخص کو نظروں کے حصار میں لیتے کہا۔

"بلکل صحیح کہا ہے۔" رضیہ بیگم نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ تبھی ملازمہ نے کسی مہمان کے آنے کی اطلاع دی۔ رضیہ بیگم پہلے نا سمجھی سے دیکھتی رہیں پھر ملازمہ کو انہیں اندر بلانے کا کہہ دیا۔ اور خود دوبارہ افتخار اور اس کی بیوی سے باتیں کرنے لگی۔ جب عماد اور اس کی فیملی کمرے میں داخل ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسلام وعلیکم۔۔! "شائستہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے سلام کیا۔

" ارے شائستہ تم؟ آؤ بیٹھو۔" رضیہ بیگم نے بغیر اپنی جگہ سے ہلے بیٹھے بیٹھے کہا۔ جس پر وہ تینوں بھی صوفوں پر براجمان ہو گے۔ تبھی عماد کی نظر ہلکے سے میک اپ اور جیولری میں ملبوس مہرین پر نظر پری اور وہ بے اختیار اسے دیکھے گیا۔ وہ اس کی سادگی میں ہی دل ہار بیٹھا تھا آج تو پھر بھی وہ تیار تھی۔ نظریں بلا کیسے پلٹ جاتیں؟

رسم کریں ہم؟"اسی ادھیڑ عمر کی عورت نے رضیہ بیگم سے اجازت طلب کی۔

"ضرور۔اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے؟اب تو مہرین آپ کی امانت ہے۔"رضیہ بیگم کی خوش اسلوبی پر عماد سمت اس کے والدین بھی چونک اٹھے۔

"کیا مطلب؟"شائستہ خاتون نے خود ہی پوچھ لیا۔ورنہ یہاں پر ان کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی جا رہی تھی۔وہ محض اپنے بیٹے کی خوشی کے لیے بیٹھے تھے۔

"اچھا ہوا تم لوگ بھی وقت پر آ گئے۔آج مہرین کی چھوٹی سی منگنی کی رسم کر رہے ہیں۔نکاح دھوم دھام سے ہی ہو گا یہ محض رشتے کو جوڑنے کی رسم ہے۔"رضیہ بیگم کی بات پر وہ تینوں گویا حیرت میں گھر گئے اور ایک دوسر کو دیکھا۔جبکہ مہرین نے سر جھکا لیا۔وہ خود میں عماد کی نظروں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں پاتی تھی۔

لیکن ہم لوگ تو یہاں مہرین کا رشتہ اپنے بیٹے عماد۔۔۔۔"شائستہ خاتون کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ رضیہ بیگم نے بیچ میں ہی ٹوک دی۔

"کیا۔۔؟ایسا کرنے سے پہلے تم بھول گئی تھی کہ ہم لوگ یا تم لوگ اپنی ذات یا

برادری کے باہر شادی نہیں کرتے۔پھر تم کیا سوچ کر یہاں آئی ہو؟"رضیہ بیگم نے اپنے اندر اٹھتے جلال کو قابو کرتے اپنے الفاظ چبا چبا کر ادا کیئے۔

لیکن ہمارا بیٹا مہرین سے محبت کرتا ہے۔۔۔"شیراز صاحب کی بات بھی رضیہ بیگم نے بیچ میں ہی کاٹ دی۔

"اس چٹانک بھر کے بیٹے کی محبت کے پیچھے تم اپنے رسم و رواج کو پامال کرنے چلے ہو؟"

"ہمارے لیے یہ دنیا کی رسم و رواج نہیں بلکہ ہمارے بیٹے کی خوشی اہم ہے۔"شیراز صاحب نے محبت سے بیٹے کو دیکھتے کہا،جبکہ باقی سب خاموش بیٹھے تھے۔

"ہونہہ خوشی۔"رضیہ بیگم نے استخزائیہ ہنکارا ابھرا۔

"میری بیٹی اس شخص کے ساتھ خوش رہے گی،نا کہ تمہارے گھر میں۔"رضیہ بیگم نے سامنے بیٹھے اسی سینتس سالہ اعجاز کی طرف اشارہ کیا۔اس شخص کو دیکھتے سب کو سانپ سونگھ گیا جبکہ عماد سے ضبط کرنا محال ہو گیا۔

اس سے شادی کریں گی آپ مہرین کی؟یہ خود چار بچوں کا باپ لگتا ہے اور آپ مہرین

کی شادی اس سے کر کے اپنی بیٹی کی زندگی خراب کرنا چاہتی ہیں؟ کیسی ماں ہیں آپ؟"

اوئے لڑکے زبان سنبھال کے بات کرو۔"عماد کے اپنے بارے میں الفاظ پر اعجاز بھڑک اٹھا۔

"میں زبان تب سنبھالوں جب تم اپنی عمر کا لحاظ کرتے اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے۔ نا کہ شادی کے خواب دیکھ رہے ہوتے۔"

"تم ہماری تذلیل کر رہے ہو۔"چوہدری افتخار بھی غصے میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ ماحول کے بڑھتے ہوئے تناؤ کو دیکھتے مہرین بھی گھبرا گئی۔

دیکھو شائستہ اپنے بیٹے کو لو اور یہاں سے چلی جاؤ۔ کیوں ہمارے رشتے میں خرابی پیدا کر رہی ہو؟"چوہدری افتخار کو غصے میں دیکھ کر رضیہ بیگم کو یہ رشتہ ہاتھ سے جاتا ہوا محسوس ہوا۔اسی لیے انہیں جانے کا کہہ دیا۔

"میں نہیں جاؤں گا۔ جب تک آپ مہرین کے لیے اس رشتے سے انکار نہیں کر دیتی۔"عماد کے ہڈ دھرمی سے کہنے پر رضیہ بیگم کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"تم کون ہوتے ہو ہمارے معاملات میں دخل اندازی کرنے والے؟ مہرین میری بیٹی ہے جو مرضی میں فیصلہ کروں"

"دیکھو عماد اس ٹائم تم گھر چلو۔" شیراز صاحب نے ماحول کی نزاکت کو سمجھتے بات کو مزید بڑھنے سے روکا۔

مہرین تم بولتی کیوں نہیں ہو؟ کیوں تم اپنے سے دوگنی عمر کے شخص کے ساتھ شادی پر راضی ہو سکتی ہو؟" عماد نے اب کی بار مہرین کی طرف بڑھتے کہنا چاہا لیکن رضیہ بیگم نے اسے بیچ میں ہی روک دیا۔

کیونکہ وہ میری بیٹی ہے۔ جو کبھی بھی اپنی رسم ورواج کو نہیں روندھے گی۔ اور تم میری بیٹی سے دور رہو۔" آخر میں رضیہ بیگم نے دھمکی آمیز انداز میں کہا۔

"شائستہ اپنے بیٹے کو لے جاؤ یہاں سے۔ ورنہ انجام کی ذمہدار تم خود ہو گی"

"چلو عماد اس پر گھر جا کے بات کرتے ہیں۔" شیراز صاحب نے اس کا کندھا تھامے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہا۔

لیکن پاپا۔۔۔"

"ابھی جانا ہی بہتر ہے۔"شیراز صاحب کی بات پر وہ ایک نظر زرد پڑتی مہرین پر ڈالتا ان کے ساتھ پلٹ گیا۔ لیکن اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ مہرین کو لے کر کہیں دور غائب ہو جائے۔

"جاؤ مہرین تم اندر جاؤ۔ میں کچھ بات کر لوں۔"رضیہ بیگم کے حکم صادر کرنے پر وہ بغیر کچھ کہے خاموشی سے کمرے میں چلی گئی۔ ویسے بھی وہ اپنے دل کا خمار کم کرنا چاہتی تھی۔

★★★★★

اگلی صبح جب وہ کالج جانے کے لیے گھر سے باہر نکلی تو اس کی نظر سامنے دکان کے مخصوص بینچ پر پڑی، جہاں آج بھی عماد اس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ لیکن آج وہ ذرہ بھی

فریش نہیں تھا۔بلکہ کل کے کپڑوں میں ہی ملبوس تھا، بال بھی کافی بکھر چکے تھے۔اس کی حالت پر مہرین پر کرب طاری ہونے لگا۔لیکن وہ اپنی زبان سے اقرار نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس کا اقرار عماد کے لیے مزید مشکلات پیدا کر دیتا۔اسی لیے اسے مکمل نظر انداز کرتی قدم آگے بڑھا دیئے۔

مجھے بتایا کیوں نہیں تھا اس رشتے کے بارے میں ؟انکار کر دیا اس رشتے کو؟"وہ قدم سے قدم ملاتا اس سے سوال کر رہا تھا۔

"بتا کیوں نہیں رہی ؟"مہرین کی مسلسل خاموشی اس کے اندر اٹھتے ابلال کو مزید بڑھا رہی تھی۔

جو میری ماں کو میرے لیے بہتر لگے گا وہ کریں گی۔اور میں اپنی ماں کے ہر فیصلے پر راضی ہوں۔"اس نے بغیر اس کی طرف دیکھے جواب دیا تھا۔

"کیا تم اس شخص سے شادی کرو گی؟"اسے جیسے صدمہ پہنچا تھا۔

"اگر میری ماں یہی چاہتی ہے تو یہی ہو گا۔"مہرین کے الفاظ سن کر وہ وہیں کھڑا رہ گیا۔

جبکہ وہ یوں ہی آگے بڑھتی رہی۔ یہ الفاظ اس نے کس کرب سے گزرتے کہے تھے یہ بس وہی جانتی تھی۔

عماد خود پر ضبط کرتے اس کی طرف تیز قدم اٹھاتا پہنچا اور اسے بازو سے کھینچتے اپنے مد مقابل لا کھڑا کیا۔

"اس شخص سے شادی کا خیال بھی دل سے نکال دو۔ ورنہ تمہاری قسم مہرین جس دن تم نے اس سے نکاح کیا اسی دن تمہارے سامنے خود کو شوٹ کروں گا۔" اس نے سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے اس کی آنکھوں میں جانکتے کہا۔ مہرین سے اس کی آنکھوں میں دیکھنا محال ہو گیا اسی لیے اپنی نگاہیں جھکا گئی۔

"کیوں کر رہے ہو یہ سب؟"

تم جانتی ہو۔ لیکن تم مجھ سے سننا چاہتی ہو تو بتا دیتا ہوں، کیونکہ میں تمہاری طرح خاموشی اختیار نہیں کر سکتا۔"

"محبت کرتا ہوں میں تم سے۔ بے پناہ، بے انتہا محبت۔" اس نے مہرین کا دبوچا ہوا بازو

ہلکے سے چھوڑ دیا۔ مہرین اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے لیکن ہمت نہیں کر پائی کہ اس کے اقرار کے بغیر عماد کی محبت کا یہ عالم تھا اور اگر وہ اقرار کر دیتی تو وہ اسے پانے کے لیے ساری دنیا کو آگ لگا دیتا۔

مہرین محبت کرتا ہوں میں تم سے۔ تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ تمہارے جوڑ کا ہوتا اور مجھے امید ہوتی کہ وہ تمہیں مجھ سے زیادہ خوش رکھے گا تو کبھی بھی میں اس شادی کے خلاف نہ ہوتا۔ کیا تم۔۔۔"

آئندہ میرے راستے میں مت آنا۔" وہ خود پر پہرے ڈالتی اس کی بات کاٹتے آگے بڑھ گئی۔ لیکن وہ بغیر اس کی بات کو خاطر میں لائے معمول کی طرح اس کے پیچھے ہی کالج تک چل پڑا۔ جو مہرین کے لیے کڑا امتحان ہوتا تھا۔ کیسے وہ اس کو نظر انداز کر دیتی؟

★★★★★

"جب سے تمہارے لیے اُس رشتے سے انجان ہوا ہوں، میری جان سولی پر اٹکنے لگی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے۔دل ہے کہ وہموں میں گرتا جارہا ہے۔"

تمہیں کوئی مجھ سے چڑا لے گا۔یہ خوف میرے دل سے نکلتا نہیں ہے۔اگر تمہیں کسی نے مجھ سے چڑالیا تو میں کیا کروں گا؟میری زندگی تم سے ہے مہرین۔تمہارے بغیر میں کیسے رہ پاؤں گا؟میرا دل،میری روح ہر وقت یہی دعا کرتی ہے کہ اللہ ہم دونوں کا ساتھ لکھ دے۔"وہ معمول کی طرح موبائل میں اس کی تصویر نکالے باتوں میں محو تھا۔

"آج میں گھر آیا تو ماما کو پریشان دیکھا۔تم جانتی ہو۔تمہاری ماں نے میری ماما کو دھمکی دی ہے کہ اگر میں تمہارے راستے میں آیا یا تم سے ملنے کی کوشش بھی کی تو وہ میری جان لینے سے بھی گریز نہیں کریں گی۔لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ ایک دن تمہیں نا دیکھوں تو مر تو میں ویسے ہی جانا ہے۔میری زندگی کا ایک ایک لمحہ تمہاری یاد کا گواہ ہے۔تمہاری سوچیں مجھ پر ہر وقت غالب رہتی ہیں،نارات کو سو پاتا ہوں نا دن کو چین ملتا ہے۔رات کو یہی سوچتا ہوں کہ کہیں میری آنکھ نا لگ جائے اور میں صبح تم تک لیٹ نا پہنچوں اور تمہارے کالج کی چھٹی کے بعد کل تک کا انتظار مجھے بے قرار کیئے رکھتا

ہے۔"

تمہیں پتہ ہے۔کل میں تمہارے منہ سے اقرار سننا چاہتا ہوں۔کل تمہیں میری ماننی ہی ہوگی۔اور خود پر قفل کے پہرے ختم کرنے ہونگے۔میں تمہاری محبت سے انجان ہوں لیکن اس بے قرار دل کو قرار چاہیے۔اگر تم نا مانی تو تمہارے سامنے ہی جان دوں گا۔جب جان سے جان نکلتی دیکھو گی تو تمہیں میری بے قراری،میری تڑپ کا احساس ہوگا۔"اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی ایک شیشی کو ہاتھ میں لیتے۔موبائل کے سامنے کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگر تم نہیں تو یہ زندگی بھی نہیں۔تم ہو تو زندگی ہے۔تمہاری میری زندگی میں عدم موجودگی زندگی کو بے مول کر دیتی ہے۔"اس کی آنکھیں سرخ ہونے لگی۔لیکن وہ شیشی کو واپس اس کی جگہ پر رکھتے دوبارہ اس کی تصویر،اس کے خیالوں سے ہمکلام ہونے لگا۔۔۔

★★★★

"ہاں ہاں۔۔ہماری طرف سے تیاری پکی سمجھے چوہدری صاحب۔" وہ جورات کو پانی پینے کی غرض سے اٹھی تھی۔ماں کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ان الفاظ نے اس کے قدم جھکڑ لیئے۔وہ دھیمے قدم اٹھاتی جلدی سے دروازے کے پاس آن کھڑی ہوئی۔

"اس لونڈے کی آپ فکر ہی نا کریں۔مہرین کی شادی اعجاز سے ہی ہو گی۔اس کے گھر والوں کا تو دماغ پھیر گیا ہے۔جو محض اس کے کہنے پر یہاں ہم سے رشتہ جوڑنے چلے آئے تھے۔رضیہ بیگم کے الفاظ اس پر پر مہر لگا گئے کہ وہ عماد کی بات کر رہی ہیں۔

ہاں ہاں۔اسی جمعے کو نکاح ہو گا۔آپ اپنے وفادار ملازم لے آیئے گا۔اگر وہ لڑکا بیچ میں گڑبڑ کرے تو آپ کو اجازت ہو گی،چاہیے تو اسے جان سے ماریں یا زندہ در گور کریں۔ اس کو سزا بھی تو ملنی چاہیے کہ اس نے آخر کو ہماری بیٹی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی کیسے دیکھا۔؟"رضیہ بیگم کے الفاظ مہرین کے قدموں تلے سے زمین سر کا گئے۔

اگر عماد کو نکاح کا پتہ چلا تو وہ کبھی خاموش نہیں رہے گا۔اور اگر ان لوگوں نے اس کو کچھ کر دیا تو۔۔؟"مہرین کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔دماغ جیسے سن ہو گیا تھا۔

"چلیں ٹھیک ہے جمعے کو ملاقات ہوتی ہے۔"رضیہ بیگم نے الوداعی کلمات ادا کرتے فون بند کر دیا۔مہرین بھی جلدی سے واپس کمرے میں بھاگ گئی۔

کمرے میں آنے کے بعد وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔اسی بات کے ڈر سے اس نے کبھی اپنی محبت کا اقرار نہیں کیا تھا۔آج وہ اس کے اقرار کے باوجود وہ سب ہونے جا رہا تھا۔اسی بات کا ڈر تھا کہ جب ماں کو پتہ چلے گا تو وہ عماد کو نقصان نا پہنچا دیں اسی لیے تو وہ خاموشی کے قفل باندھے ہوئے تھی۔لیکن اب وہ کیا کرے گی؟عماد سب کچھ جاننے کے بعد خاموش نہیں رہے گا اور اس کی یہ آواز یہ لوگ بند کر دیں گے۔"وہ پریشانی سے وہیں بیٹھی رہ گئی۔ذہن میں طرح طرح کے وسوسے ابھرنے لگے۔

نہیں میں عماد کو نہیں پتہ چلنے دوں گی۔"آخر وہ کسی فیصلے پر پہنچتے خود کو مطمئن کرنے لگی۔

★★★★★★

"مہرین کیا تم اب کچھ دن کے لیے کالج سے چھٹیاں نہیں کر سکتی؟" صبح رضیہ بیگم نے مہرین کو کالج کے لیے تیار ناشتہ کرتے دیکھ کر استفسار کیا۔

نہیں ماں۔۔" اس نے اپنے لہجے کو انجان رکھتے دھیمے سے کہا۔اس کی ماں اس سے نکاح کی بات چھپا رہی تھی۔یہ جان کر اسے حیرت نہیں ہوئی، کیونکہ اکثر ایسا ہی تو ہوتا ہے ذات، برادری کے نام پر بیٹیوں کو قربان کر دیا جاتا ہے۔اگر جانور کی قربانی دینی ہو تو لوگ اس کی قربانی سے پہلے بھی اس کے لاڈ اٹھاتے ہیں اس کا خیال رکھتے ہیں لیکن بیٹیوں کی قربانی خاموشی سے دی جاتی ہے۔شاید لوگ بیٹی کو جانور سے بھی بُرا سمجھتے ہیں۔زمانہ اتنا آگے نکل گیا لیکن لوگ ذات برادی پر ابھی بھی دقیانوسی اپنائے ہوئے ہیں۔ابھی بھی بیٹیوں کو ذات کے نام پر ان کی قربانی کر دی جاتی ہے۔ان کی خوشیاں، احساسات اور ان کے ارمان سب کچھ ذات، برادری کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔

"تم ایسا کرو آج چلی جاؤ۔کل سے پھر تمہاری کالج سے کچھ دن کے لیے چھٹی ہے۔"

انھوں نے اب بھی بات کو واضح نہیں کیا تھا کہ وہ اس کے نکاح کا سوچ رہی ہیں۔

لیکن کیوں ماں؟"اس نے رضیہ بیگم کو کریدنا چاہا۔

"گھر میں تمہارے ابا کے دوست کی فیملی آرہی ہے۔ویسے تو ملازم ہیں لیکن گھر کے فرد کی بات ہی الگ ہے۔اس لیے کہہ رہی ہوں۔"ماں کے صاف جھوٹ بول دینے پر وہ تاسف سے انہیں دیکھتی رہ گئی۔

آخر کو ماں کیوں اس سے چھپا رہی تھی؟کیا ان کو لگتا ہے کہ کہیں میں بغاوت نا کر دوں؟کیا ان کو اپنی بیٹی کا یقین نہیں ہے کہ میں کبھی بھی ان کا مان نہیں توڑوں گی۔"

"کیا سوچ رہی ہے۔؟جلدی ناشتہ کرو کالج سے دیر ہو رہی ہے۔"رضیہ بیگم کی آواز اسے خیالوں سے چونکا گئی۔کھانا جیسے خلق میں اٹکنے لگا تھا۔وہ کھانا وہیں چھوڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کھانا تو کھا لیتی۔"

"اتنی ہی بھوک تھی۔"وہ اپنا بیگ اٹھاتی باہر چلی گئی۔

★★★★★

"مجھے تم سے بات کرنی ہے مہرین۔" مہرین کو گھر سے نکلتے دیکھ کر وہ فوراً اُس کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن وہ انجان بنتی آگے چلنے لگی۔

"مہرین آج اگر تم نے میری بات نامانی تو تمہاری قسم یہاں کھڑے ابھی کے ابھی اپنی جان دے دوں گا۔" مہرین کے چلتے قدم ساکت ہوگئے۔پلٹ کر دیکھنے کی ہمت باقی نا رہی۔ عماد اسے روکتے دیکھ کر اس کے مقابل آن کھڑا ہوا۔

کیا۔۔کیا بات کرنی۔۔ہے" مہرین نے بمشکل لفظ ادا کیئے۔آنکھوں میں خوف چمکنے لگا کہ جانے وہ کیا منوانا چاہ رہا تھا۔

"کیا آج تم مجھ سے باتیں کر سکتی ہو؟ایک کپ چائے میرے ساتھ پی سکتی ہو؟" عماد کی غیر متوقع بات پر اس نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

جانے زندگی میں ہمارا ساتھ کہاں تک ہے۔ لیکن میں کچھ وقت تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں۔ پلیز منع مت کرنا۔ میری آخری خواہش سمجھ کر میری بات مان لو پلیز۔" عماد نے التجاً کہا۔ اس بات سے انجان کہ اس کے کہے گئے الفاظ قبولیت اختیار کر گئے تھے، یہ اس کی آخری خواہش ہی ثابت ہونے والی تھی۔ دوسری طرف مہرین نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا۔ کیسے وہ الفاظ ادا کر رہا تھا۔

"اللہ نہ کرے۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"میں تمہاری یہی تڑپ اپنے لیے دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں تم کبھی اقرار نہیں کرو گی لیکن میرے ایسا کہہ دینے سے میں تمہاری آنکھوں میں مچلتی اپنے لیے محبت دیکھ سکتا ہوں تو کاش یہ میری آخری خواہش ہی ہو۔" اب کی بار وہ پھر بے بسی سے تڑپ اٹھی۔ آنکھوں میں اترتی نمی کو اپنے اندر اتار لیا" وہ کیسے اسے آزما رہا تھا۔"

چھا سوری۔۔! چلو کسی اچھے سے کیفے چلتے ہیں۔ میری گاڑی پر۔" اس نے آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھا۔ جبکہ مہرین جزیر میں پڑ گئی۔ کیونکہ عماد کے ساتھ بائیک پر وہ کیسے چلی جاتی؟

"چلو بھی۔" وہ مہرین کو وہیں کھڑے دیکھ کر گویا ہوا۔

وہ۔۔میں۔۔۔وہ میں کیسے بائیک پر۔۔؟"اس نے اٹکتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

دیکھو میری آخری خواہش تو پوری کرنی ہی پڑے گی۔میرے ساتھ چلنا پڑے گا ورنہ خواہش پوری کیسے ہو گی؟"جانے کیوں عماد کو اسے تنگ کرنا اچھا لگ رہا تھا۔پہلی بار وہ اس سے یوں مخاطب تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں بس پر آ جاؤں اور تم بائیک پر؟"مہرین کی بات پر اس کا قہقہ کھلی فضا میں بکھر گیا۔جس پر مہرین نے اختیاطی نظروں سے اپنے آس پاس دیکھا۔شکر کہ گلی سنسان تھی۔

"بلکل نہیں ہو سکتا۔"

"پھر میں نہیں چل رہی تمہارے ساتھ۔"اس نے خفگی سے کہا۔

"اوکے اوکے۔۔میں مذاق کر رہا تھا۔میں آج گاڑی پر آیا ہوں۔یقین نہیں آتا تو وہ

سامنے دیکھ لو۔"عماد کے سامنے اشارہ کرنے پر اس نے دیکھا تو واقعی وہاں گاڑی کھڑی تھی۔

"چلو۔۔"عماد نے اسے آگے چلنے کا کہا اور خود اس کے پیچھے چل دیا۔

"شکریہ مہرین۔"گاڑی ڈرائیو کرتے اس نے مہرین کی طرف دیکھتے اسے مخاطب کیا۔ جس پر اس نے نا سمجھی سے سوالیہ نظریں اس پر ٹکا دیں۔

"مجھ پر بھروسہ کرنے کے لیے،میرے ساتھ آنے کے لیے۔"عماد کی بات پر وہ محض مسکرا دی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم لوگ پھر تمہارے گھر آئیں گے تمہارا رشتہ لینے۔"اس نے گاڑی چلاتے سر سرے اندر میں کہا۔لیکن دوسری طرف مہرین کے چہرے پر سایہ ہو کر گزر گیا۔

"تم بھی اپنی ماں کو منانے کی کوشش کرو یار۔وہ ماں ہیں تمہاری وہ مان جائیں گی۔ والدین کے لیے بچوں کی خواہش،ان کی خوشی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔پلیز میرا ساتھ

دو مہرین۔کب تک خاموشی کا قفل لگائے رکھو گی؟"اس نے بے بسی سے مہرین کی طرف دیکھا جو خاموشی سے باہر دیکھ رہی تھی۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں مہرین۔آنٹی سے بات کرو۔مجھے یقین ہے تم کہو گی تو تمہاری خوشی کے لیے وہ مان۔۔ "

"ان کے لیے میری خوشی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔"اس نے عماد کی بات کاٹ دی تھی۔

"اگر میری خوشی۔میری اہمیت ان کی نظر میں ہوتی تو وہ کبھی بھی میرا نکا۔۔۔۔"بات کرتے کرتے اسے احساس ہوا وہ کیا کہنے جا رہی تھی۔سو خود پر ضبط کیئے خاموش ہو گئی۔

تم نے بات کیوں ادھوری چھوڑ دی؟مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو مہرین؟"اس نے مہرین کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔لیکن مہرین نے نظریں چرا لیں۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟"اس نے موضوع بدل دیا۔

بس یہی۔"عماد نے گاڑی ایک کیفے کے سامنے روک دی۔

"چلو"عماد کے کہنے پر وہ بھی گاڑی سے اتر آئی اور دونوں اندر چلے گئے۔

"تم جانتی ہو مہرین پہلی بار میں نے تمہیں تمہاری دوست کی بہن کی شادی پر دیکھا تھا۔ اور تب سے تم یہاں بس گئی ہو۔"اس نے اپنے دل پر انگلی رکھتے محبت سے کہا۔

"آج میں تم سے بہت ساری باتیں کرنا چاہتا ہوں مہرین۔بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں، بہت کچھ تم سے سننا چاہتا ہوں۔"اس نے مہرین کو خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"ہم یہاں صرف چائے پینے آئے ہیں۔باتیں کرنے نہیں۔"اس نے عماد کو سختی سے ٹوک دیا۔کیوں وہ اسے بولنے پر اکسا رہا تھا؟کیوں وہ خاموشی سے اُسے اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہونے دے رہا تھا؟

"وہ بھی پیتے ہیں ابھی آڈر دیا ہے۔تب تک باتیں کر لیتے ہیں،اچھا یہ بتاؤ تم نے مجھے پہلی بار کب دیکھا تھا؟اور مجھ سے محبت کب ہوئی؟"وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ایک جذب سے پوچھ رہا تھا اور مہرین پر یہ لمحہ بھاری تھا کہ وہ کیسے اس کی آنکھوں میں جلتے محبت کے دیپ بجھا دیتی؟اگر وہ یہ دیپ بجھا دیتی تو کیا یہ آنکھیں دوبارہ محبت کے

خواب دیکھنے کی سکت رکھ سکتی تھی؟ کبھی بھی نہیں۔"

بتاؤ بھی۔یوں خاموش تو نا بیٹھو۔" وہ سوچوں میں گم تھی جب دوبارہ عماد نے اپنے لفظوں پر زور دیا تھا۔

"جب تم کتنے دنوں تک میرا پیچھا کرتے رہے کالج سے گھر گھر سے کالج تک۔پہلے مجھے وہم ہوا لیکن پھر میں نے نوٹس لیا تو وہ میرا وہم نہیں تھا۔بس تب دیکھا تھا" اس نے نظریں جھکائے دھیرے سے کہا۔لیکن دوسری طرف عماد کے چہرے پر جیسے زندگی کی امنگ دوڑ گئی۔

"اور محبت کب ہوئی؟" اس نے اگلا سوال کیا۔

"میں نے کب تمہیں کہا کہ مجھے تم سے محبت ہے؟"

"ضروری نہیں کہ سامنے والا اپنی محبت کا زبان سے اقرار کرے تو ہی اُسے آپ سے محبت ہو۔کچھ محبت بن کہے ہی اقرار کر دیتی ہے۔جو بغیر کچھ ظاہر کیے اپنی موجودگی کا احساس کروا دیتی ہے۔"

"عماد تم کیوں خود کو دھوکے میں رکھ رہے ہو؟" اس سے پہلے کہ عماد کچھ بولتا ویٹر کر آجانے سے بات ادھوری رہ گئی۔

"آج مجھے اپنے آپ سے، اپنے نام سے محبت ہونے لگی ہے کہ یہ تمہارے منہ سے ادا ہوئے ہیں۔" ویٹر کے جانے کے بعد عماد کی آواز پر اس نے عماد کو دیکھا اور دوبارہ نظریں جھکا لیں۔

"میرا خیال ہے ہمیں جانا بھی ہے۔اس لیے چائے جلدی ختم کرو۔" اس نے اپنا کپ اٹھاتے اس کی توجہ چائے کی طرف مبذول کروائی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس ایک بار کہہ دو مہرین کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔" عماد کی بات پر اس نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا جس کی آنکھوں میں محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ لیکن اس نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھنے پر اکتفا کیا۔

"پلیز عماد، مجھ سے کوئی امید نا باندھو کہ نہ میں تمہارا مان توڑ پاؤ اور نا ہی اپنی ماں کا بھرم رکھ سکوں۔" اس سے پہلے کہ عماد مزید کچھ بولتا اس نے التجا کہا۔

"نہیں کہوں گا۔ لیکن جانتی ہو۔میں آج یہ لایا تھا کہ اگر آج تم نے اقرار نا کیا اپنی محبت کا تو میں تمہارے سامنے دم توڑ دوں گا۔ پھر تم چاہ کر بھی انکار نہیں کر پاؤ کہ جان سے جان نکلتے دیکھنا ممکن نہیں ہے۔"اس نے اپنی بات کے اختتام پر ایک شیشی ٹیبل کے وسط میں رکھ دی، جو مہرین کی جان وہی اٹکا گئے۔اس نے خوف بھری نظروں سے عماد کو دیکھا۔جو اطمینان سے اسے دیکھنے میں مگن تھا۔

"اب۔۔۔چلتے ہیں۔دیر ہو رہی ہے۔"مہرین نے اٹھتے ہوئے کہا۔اس سے پہلے کہ عماد وہ شیشی اٹھاتا مہرین نے جلدی سے چھپٹتے مٹھی میں دبالی۔

"تم ایسا کچھ بھی نہیں کروگے عماد۔ورنہ تم سے پہلے میں موت کو گلے لگالوں گی، لیکن تمہیں موت کی زرد میں آتے نہیں دیکھ پاؤں گی۔"

اللہ نہ کرے تمہیں کچھ ہو۔ورنہ۔۔۔"

"اب چلو پلیز۔۔۔"مہرین عماد کی بات ٹوکتے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

"میری چائے ابھی رہتی ہے تب تک تم دوسرا کپ پی لو۔"عماد کا دل کیا وہ کچھ دیر اور رک جائے۔

"مجھے دیر ہو رہی ہے۔" وہ مختصراً کہتی باہر کی جانب بڑھ گئی تو وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔

★★★★★★

"ارے واہ آج تو جناب بہت خوش دیکھائی دے رہے ہیں۔" شائستہ خاتون نے عماد کو سیٹی کی صورت میں کوئی دھن بجاتے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر استفسار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماما۔۔۔آج پہلی بار میں مہرین کے ساتھ کیفے گیا۔میں بتا نہیں سکتا کتنا خوش ہوں میں۔" وہ دوبارہ سیڑھیاں اتر تا ان کے پاس چلا آیا۔لیکن شائستہ بیگم کی مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔وہ کیسے اپنے بیٹے کو سمجھاتی کہ جس کے لیے وہ دیوانا ہوا جا رہا ہے۔رضیہ بیگم کبھی بھی وہ اس کے دامن میں نہیں رکھے گی۔

"میرا دل کر رہا تھا۔وہ پل وہیں تھم جائیں اور مہرین میرے سامنے بیٹھی رہے۔" وہ

اپنی ہی دھن میں بولے جا رہا تھا۔ جیسے مہرین ابھی بھی اس کے سامنے، اس کے پاس بیٹھی ہو۔

"میری دعا ہے اللہ تمہیں تمہاری محبت دے دے۔" انھوں نے محبت سے اس کے پاس آتے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا۔

"آمین۔۔"

اب تم آرام کرو۔ میں دودھ بھجواتی ہوں تمہارے لیے۔" شائستہ خاتون کے کہنے پر وہ سر کو خم دیتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ محض محبت تو نہیں تھی جو ان کے بیٹے کو ہوا تھا۔ یہ تو عشق تھا۔ تو اُسے دیوانا کر رہا تھا۔" وہ سر جھٹکتی کیچن میں چلی گئی۔

★★★★★★

آج صبح سے ہی موسم خراب تھا۔ بارش تھی کہ چھاجو چھاج برس رہی تھی۔ایک پل کو بھی رو کنے کا نام نہیں لے رہی تھی یہ طوفانی بارش جانے کیا طوفان لانے والی تھی۔
لیکن وہ یوں ہی ہر روز کی طرح آج بھی گلی میں داخل ہو گیا۔آج بارش کی وجہ سے راشد کی دکان بند تھی، لیکن بینچ دکان کے باہر ہی پڑا تھا۔وہ خاموشی سے وہاں بیٹھے دروازہ تکنے لگا۔ بارش اُسے مکمل طور پر بھگو چکی تھی۔کافی دیر تک وہ یوں ہی انتظار کرتا رہا۔کالج کے وقت سے بھی کئی گھنٹے گزر گے لیکن مہرین باہر نہیں آئی۔مہرین کی عدم موجودگی پر پریشانی نے اُسے آن گھیرا۔اب اُسے مہرین کا لیٹ ہونا بھی دھڑکا جاتا تھا۔
لیکن اگلے ہی پل اس کی بے چینی راحت میں ڈھل گئی جب سامنے سے مہرین ایک ہاتھ سے کندھے میں لٹکے بیگ کو تھامے اور دوسرے سے چھتری تھامے آتی دیکھائی دی۔

آج لیٹ کیوں ہو گئی تھی۔؟"وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قدم سے قدم ملاتے چلنے لگا۔

"تم یہاں سے جاؤ عماد۔کل عجاز کے آدمی نے ہمیں دیکھ لیا تھا۔کل وہ گھر آیا تھا اور ماں

کو بتا دیا۔ وہ تو شکر کہ ماں نے مجھ پر یقین رکھا اور اس کی باتوں میں نہیں آئیں۔ پلیز جاؤ۔" مہرین نے اپنے قدم روکتے اس کی طرف دیکھا۔ بارش کی بوچھاڑ اس کے اوپر گر رہی تھی۔ پانی اس کے چہرے سے ہوتا تھوڑی سے نیچے بہہ رہا تھا۔ جیسے وہ اس سحر میں جکڑ چکی تھی لیکن پھر اس نے بے اختیار آگے بڑھتے چھتری اس کے اوپر کر دی۔ مہرین کی اس حرکت پر عماد کی آنکھیں اور لب مسکرا اٹھے اس نے اپنی نظریں مہرین پر جما دی۔ وہ اُسے دیکھنے میں مگن تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم بے غیرت۔۔! میرا شک صحیح تھا" ہوش میں تو وہ تب آیا جب کسی نے مہرین کے بالوں کو جکڑتے بے دردی سے کھینچا۔ چھتری اس کے ہاتھ سے چھوٹتی دور جا گری۔

"مہرین۔۔!" وہ جلدی سے مہرین کی طرف بڑھا جس کے بال ابھی تک عجاز کی مٹھیوں میں قید تھے۔

"چھوڑو مہرین کو۔ تمہاری اتنی جرات کہ تم مہرین کو ہاتھ لگاؤ۔" عماد نے اس کے منہ پر مکا جڑ دیا۔ عجاز کی گرفت مہرین سے ہٹی تو عماد نے اُسے اپنے پیچھے کر لیا۔ مہرین نے خوف سے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔ عجاز بھی سنبھلتا دوبارہ اس پر جھپٹا لیکن

عماد نے اس کی کوشش کو ناکام بناتے دوبارہ اُسے زمین بوس کر دیا۔ شور کی آوازیں سنتے رضیہ بیگم بھی دروازے پر آن کھڑی ہوئیں لیکن سامنے بارش میں عجاز اور عماد کو ایک دوسرے کی مار پیٹ کرتے دیکھ کر بھاگی چلی آئی۔

تمہیں میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" عجاز نے اپنی جیب سے گن نکالے عماد پر تان دی۔

مہرین اور رضیہ بیگم کو یہ منظر ساکت کر گیا۔

"چوہدری عجاز ہوش میں آؤ۔۔ چھوڑو اسے۔" رضیہ بیگم نے حاضر دماغی کا مظاہرہ کرتے عجاز کی گن نیچے کر دی۔ جبکہ عماد یُوں ہی تن کر مہرین کو پیچھے چھپائے کھڑا رہا۔

"دیکھو لڑکے میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے معاملات میں نہ پڑو۔"

کیوں کر رہی ہیں آپ یہ سب؟ اگر آپ نے مہرین کی شایان وشان کے مطابق کسی لڑکے کا انتخاب کیا ہوتا تو میں کبھی بھی مہرین کے راستے میں نا آتا۔ آپ کیسی ماں ہیں؟"

"دیکھو لڑکے۔۔بھلے ہی ہزار لڑکے ہوں۔لیکن شادی تو عجاز کے ساتھ ہی ہو گی۔
مہرین کے ابا کے دوست کا بیٹا ہے۔اور سب سے بڑی بات ہماری برادری کا ہے۔
چوہدری خاندان سے ہے۔"

"کیوں آپ اس نام نہاد ذات کے نام پر بیٹی کو قربان کر رہی ہیں؟ذات کے آگے اس کی خوشی کیوں نظر نہیں آ رہی؟اس کی آنکھوں میں مچلتی میرے لیے محبتِ نظر نہیں آتی؟"عماد کی بات پر رضیہ بیگم نے ایک پل کو عماد کے پیچھے دبکی مہرین کو دیکھا۔جس کی آنکھیں جو کچھ عیاں کر رہی تھی رضیہ بیگم اس کی آنکھوں میں امڈتے جذبات دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ نظریں جھکا گئی۔وہ اسی لیے تو مہرین کا نکاح کر رہی تھی کہ کہیں مہرین کے قفل ٹوٹ نا جائیں اور وہ کمزور نا پڑ جائیں۔

اگر میری بیٹی بھی بغاوت چاہتی ہے تو میں سمجھوں گی کہ میری بیٹی مر گئی ہے۔جب میں بیٹے کے بغیر رہ سکتی ہوں تو بیٹی کے بغیر بھی رہ سکتی ہوں۔مرے ہوؤں پر ویسے بھی صبر آ جاتا ہے۔"رضیہ بیگم نے گویا سنگدلی کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔
کاش وہ جان لیتی کہ مرے ہوئے پر بھلے ہی صبر آ جائے لیکن پچھتاوئے پر صبر نہیں

صرف اذیت ملتی ہے۔عماد تو عماد مہرین بھی بے یقینی سے اپنی ماں کو دیکھتی رہ گئی۔کیا کچھ ناتھا جو اس کے اندر ٹوٹا تھا۔"کیا اس کی ماں کے لیے صرف ذات، برادری ہی معنی رکھتی ہے۔؟اس کی کیا اہمیت تھی؟"جبکہ عجاز کے چہرے پر فتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔

مہرین چلو گھر۔"انھوں نے مہرین کو آواز دیتے عجاز کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارہ کیا جس پر اس کے چہرے پر کمینگی بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔مہرین عماد کے پیچھے سے نکلتی چلنے لگی۔وہ اب بھی ماں کی فرمابردار بیٹی تھی کیسے ان کا حکم ٹال دیتی؟

اگر میں اپنی بیٹی کو داؤ پر لگا سکتی ہوں تو تمھاری ماں کو میں پہلے ہی پیغام بھیج دیا تھا کہ اب تمھارا بیٹا میری بیٹی کے راستے میں آیا تو زندہ نہیں رہے گا۔"رضیہ بیگم کے الفاظ مہرین کو اپنی جگہ منجمد کر گئے۔رضیہ بیگم کے الفاظ جس بات کی طرف اشارہ کر رہے تھے مہرین کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔اس نے عجاز کی طرف دیکھا جس کا ہاتھ گن پر جما تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس لیے اب تم اپنی موت کے ذمہ دار خود ہو۔"رضیہ بیگم کے بات کے اختتام پر عجاز نے گن نکالے عماد پر تانے ٹریگر پر ہاتھ رکھے دبا دیا۔لیکن مہرین ان کے ادارے کو بھانپتی برق رفتار سے عماد کی ڈھال بنے کھڑی ہوئی۔فضاء میں گرجتے بادلوں کے ساتھ گولی کی آواز کہیں دب گئی تھی لیکن عماد کے نام پر نکلنے والی گولی مہرین کو اپنی زرد میں لے گئی۔رضیہ بیگم اور عجاز کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔جبکہ عماد اس کی گویا سانس ساکن ہو گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہرین۔۔"وہ خلق کے بل چلاتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔جبکہ مہرین کا بہتا ہوا خون بارش کی کیچڑ میں بہنے لگا۔چوہدری عجاز بدلتے منظر سے نظریں بچاتا وہاں سے بھاگ نکلا۔جبکہ رضیہ بیگم جو ابھی سنگدلی کا مظاہرہ کر رہی تھی فورا بیٹی کی طرف بھاگی۔

مہرین۔۔۔"عماد نے اس کا سر اپنی گود میں رکھتے تھپتھپایا۔لیکن وہ درد کی شدت سے کراہتی رہی۔

"رضیہ بیگم بیٹی کی حالت دیکھتے بھاگتے ہوئے گھر کی طرف بھاگی اور ڈرائیور کو گاڑی لانے کا کہا۔آنکھیں تر سے تر ہونے لگی۔ سمجھنا مشکل تھا کہ بارش سے بھیگی تھیں یا بیٹی کے غم سے۔۔گاڑی کے نکالتے ہی مہرین کو گاڑی میں ڈالے ہسپتال کی جانب بڑھ گئے۔

"نہ خوشی ہے،نہ خواہش ہے

بس عشق ہے اور تباہی ہے"

ثناء بانو(s.b)

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

★★★★

جانے کتنے گھنٹے بیت گئے تھے ڈاکٹر کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے رہے تھے۔عماد کا گویا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت صلیب ہو گئی تھی۔ابھی

بھی وہ کمرے کے باہر موجود کرسی پر براجمان تھا۔جب شائستہ خاتون اور شیراز صاحب علجت میں دورے چلے آئے۔ لیکن بیٹے کی حالت دیکھتے ان کا دل دکھ گیا۔جو کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔بھیگی پلکیں اور لب مسلسل حرکت میں تھے۔

عماد میرے بچے۔۔! میری جان یہ سب کیا ہوا ہے۔۔؟"بیٹے کی حالت دیکھتے شائستہ بیگم کا ضبط لبریز ہو گیا اور وہ نم آنکھیں لیئے عماد کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے اس کا ہاتھ تھام لیا۔جس پر عماد نے نظریں شائستہ بیگم پر جمادی۔اور اگلے ہی پل ان میں پانی امد آیا۔اور ان کے گلے لگ گیا۔

"ماما۔۔"

"حوصلہ کرو میری جان۔۔"انھوں نے بیٹے کی پشت تھپکتے تسلی دینی چاہی۔

"ماما پلیز دعا کریں مہرین کو کچھ بھی نہ ہو۔۔ماما اگر مہرین کو کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا جی کر۔۔میں بھی مر جاؤں گا۔آپ کا بیٹا مر رہا ہے ماما۔۔۔آپ کا بیٹا زندگی ہار رہا

ہے۔۔ماما پلیز مہرین ٹھیک ہو جائے۔۔اسے تکلیف میں دیکھ کر میری جان نکل رہی ہے ماما۔۔"اب کے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔شائستہ خاتون اور شیراز صاحب کی آنکھیں بھی بیٹے کی تکلیف پر بھیگ گئیں۔

بس میری جان۔۔کچھ نہیں ہو گا مہرین کو۔۔وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"شیراز صاحب نے بھی اسے تسلی دی لیکن تب ہی ان کی نظر رضیہ بیگم پر پڑی جو دوسری سائڈ کی قطار پر بیٹھیں بیٹی کے لیے آنسو بہا رہی تھیں۔وہ دو قدم چلتے ان کی طرف بڑھے۔

"حیرت ہے مجھے آپ جیسی ماں پر جس نے ذات، برادری، دنیا کی رسم و رواج پر بیٹی کی خوشیاں یہاں تک کہ بیٹی کو ہی قربان کر دیا۔بیٹی بھی وہ جو ماں کے مان کے لیے اپنی محبت کو بھولا رہی تھی۔اس نے آپ کے لیے محبت کو دھتکار دیا اور آپ نے کیا کیا۔۔؟"شیراز صاحب کے الفاظ ان کے آنسوؤں میں مزید اضافہ کر گئے۔لیکن وہ محض تاسف سے انہیں دیکھتے بیٹے کی طرف بڑھ گئے۔جب دروازہ کھولے ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلا۔عماد دیوانا وار اس کی طرف بھاگا۔جیسے اس کی زندگی کی نوید ڈاکٹر

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے ہاتھ میں تھی۔

"مہرین کیسی ہے ڈاکٹر۔۔"عماد کے پوچھنے پر باقی سب بھی اُسی طرف چلے آئے۔

"سوری۔۔۔ہم انھیں بچا نہیں پائے۔"قدموں سے زمین کا سرکنا، آسمان کا سر پر گرنا کیسے کہتے ہیں عماد نے آج جانا تھا۔ جسم سے جان جدا کیسے ہوتی ہے اس کا درد آج اُسے محسوس ہوا تھا۔وہ وہیں زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔شیراز صاحب اور شائستہ خاتون بے اختیار اس کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حوصلہ کرو عماد میرے بیٹے۔۔"شیراز صاحب نے اسے گلے لگا لیا۔آنسوان کی آنکھوں سے بھی رواں ہونے لگے۔

"نہیں بابا۔۔وہ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔۔کبھی بھی نہیں۔۔۔"بے یقینی سے اس نے باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔ تبھی اس کی نظر کمرے سے باہر آتے اسٹیچر پر پڑی۔وہ برق رفتاری سے اس کی طرف بڑھا۔کپکپاتے ہاتھوں سے چادر پیچھے کی۔وہ چادر کا سرکانا اور مہرین کا زندگی سے بیگانہ چہرا۔وہ بغیر پلکیں جھپکائے ساکت نظروں

سے کتنے لمحوں تک اُسے دیکھے گیا۔ لیکن اگلے پل اس کی آنکھیں بھاری اور قدم ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ وہیں زمین بوس گیا۔ دل نے جیسے ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ شیر از صاحب اور شائستہ خاتون کی جیسے جان ہتھیلی پر آگئی۔ وہ فوراً عماد کی طرف لپکے۔

★★★★

"ماں۔۔ کھانا جلدی سے دے دیں بہت بھوک لگی ہے۔" انہیں اپنے آس پاس ہرین کی آواز آئی تو وہ فوراً کیچن کی طرف جاتے کھانا لے آئیں لیکن وہاں اس کھانے کو کھانے کے لیے کوئی بھی نہیں تھا۔

"ماں۔۔! میرا کھلونا بھائی نے توڑ دیا ہے۔۔"

"بھائی چلے گئے ہیں تو کیا ہوا۔ میں ہوں نا آپ کے ساتھ۔۔"

جانے کون کون سی یادیں اور آوازیں تھی جو پورے گھر میں گھونج رہی تھیں۔ کتنی آسانی سے انھوں نے کہہ دیا تھا کہ مرے ہووں پر صبر آجاتا ہے۔ لیکن یہ صبر کیسے ملتا

ہے اس کا ادراک ان کو ابھی ہوا تھا۔ابھی دو دن ہی ہوئے تھے لیکن یہ خالی گھر ان کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔جب مزید ضبط نا ہوا تو وہ وہیں بیٹھیں پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔لیکن ان کے رونے سے اب کیا ہونا تھا؟جانے والی تو جا چکی تھی۔۔

★★★

آخر ڈاکٹرز کی اڑتالیس گھنٹوں کی محنت کے بعد عماد نروس بریک ڈاؤن کے بعد زندگی کی طرف لوٹ آیا تھا۔شیر از صاحب اور شائستہ خاتون اللہ کا شکر ادا کیئے نہیں تھک رہے تھے۔

مہرین۔۔۔مہرین۔۔۔"عماد نے ہواس کی دنیا میں قدم رکھتے پکارا بھی تو کسے؟جو اس دنیا کو،یہاں کے لوگوں کو اور دنیا کی رسم و رواج سے دور مٹی میں جا سوئی تھی۔

عماد۔۔۔"دونوں بیٹے کو بڑبڑاتے دیکھ کر اس کی طرف لپکے۔اس میں ہی اُن کی دنیا ان

کی زندگی تھی۔

"مہرین۔۔۔"آنکھوں کو گھمائے وہ محض مہرین کو پکاڑ رہا تھا۔اُسے تلاش کر رہا تھا۔

"مہرین۔۔۔"وہ مسلسل مہرین کو پکاڑ رہا تھا۔لیکن اس کی آنکھیں بلکل خالی تھی،ایک دم ویران۔جہاں نہ دنیا تھی۔نہ دنیا کا نشان۔

"صدمے کے باعث عماد اپناذہنی توازن کھو چکا ہے۔"چیک آپ کرنے کے بعد جو ڈاکٹر نے جو خبر دی۔وہ شائستہ خاتون اور شیراز صاحب کو لرزا گئی۔ تبھی رضیہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں اور عماد کو جاگتے پا کر اُس کی طرف دوری آئیں۔

"عماد۔مجھے معاف کر دو۔۔میں بھی ان لوگوں میں شمار ہو گئی جو محبتِ کو ذات پر فوقیت دیتے ہیں۔اپنی اولاد کی خوشیاں قربان کر دیتے ہیں۔میری بیٹی چلی گئی۔تم مجھے معاف کر دو تو مہرین بھی مجھے معاف کردے گی۔"انھوں نے باقاعدہ عماد کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے لیکن وہ غائب دماغی سے ویسے ہی بیٹھا مہرین کو پکاڑ تا رہا۔

آپ کو اپنی بیٹی کی موت پر شاید صبر آجائے۔لیکن آپ کی جہالت میرے بیٹے کی

زندگی کی امنگ چھین گئی۔آپ کی ہڈ دھرمی ہمارے بیٹے کو جیتے جی مار گئی ہے۔"شائستہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔رضیہ بیگم نے شیراز صاحب اور شائستہ خاتون کی طرف دیکھا۔ان کی آنکھیں جو بیان کر رہی تھی رضیہ بیگم اس کی تاب نا لا سکیں اور روتی ہوئیں واپس پلٹ گئیں۔کہ اب پچھتاوا ان کا مقدر تھا۔

وہ زندگی جیت آیا تھا۔لیکن زندگی کی امنگ مہرین اپنے سنگ لے گئی تھی۔ایک بار پھر ذات۔۔برادری۔۔اونچ۔۔نیچ کے نام پر محبت قربان ہو گئی تھی۔اولاد کی خوشیاں، ان کی زندگی یہ برادری یہ ذات کی نذر ہو گئی تھی۔آج پھر محبت پر دنیا کی رسم و رواج جیت گئی تھی۔۔آج پھر محبت ہار گئی تھی۔ادھوری رہ گئی تھی۔۔جانے مزید کتنی محبت کتنی خوشیاں تھی جو قربان ہونا باقی تھیں۔یہ سلسلہ شاید ابد تک چلتا رہے گا۔اور محبت یُوں ہی مات کھاتی رہے گی۔۔۔

"وہی رسمیں۔۔

وہی رواج۔۔

وہی باتیں۔۔

وہی روایات۔۔

وہی اندھیرے۔۔

وہی رات۔۔

وہی عشق۔۔

وہی ذات

ثناء بانو(s.b)

❤ختم شدہ❤

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین